بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

انجمن خدام القرآن کا قیام ۱۹۷۲ء میں عمل میں آیا تھا۔ انجمن کے قیام کی ضرورت یوں محسوس ہوئی تھی کہ والد محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ۱۹۶۸-۶۷ء سے لاہور میں دعوت رجوع الی القرآن کی مہم کا آغاز کیا تھا۔ اس سلسلے میں انہوں نے لاہور کے متعدد مقامات پر درس قرآن کے حلقے قائم کیے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ دعوتی کام کو پھیلانے کے لئے نہ صرف یہ کہ وہ "میثاق" کے نام سے ایک ماہنامہ باقاعدگی سے نکال رہے تھے بلکہ علمی و دعوتی لٹریچر کی اشاعت کے لئے دارالاشاعت الاسلامیہ، کے نام سے ایک طباعتی ادارہ بھی انہوں نے قائم کیا تھا۔ کئی برس تک یہ تمام تر کام انفرادی سطح پر ہوتا رہا لیکن ۱۹۷۲ء میں جب اس کام نے خاصی وسعت اختیار کر لی تو ضرورت محسوس ہوئی جو لوگ اس دعوت رجوع الی القرآن سے متفق ہوں اور اس میں تعاون کے خواہش مند ہوں وہ مل جُل کر ایک انجمن کی شکل اختیار کریں تاکہ یہ کام مزید تیز رفتاری سے آگے بڑھ سکے، مزید برآں طباعت و اشاعت کا تمام کام بھی انجمن کی سطح پر ہو تاکہ کسی فرد کی ذاتی منفعت یا نقصان کا سوال ہی خارج از بحث ہو جائے۔

انجمن کی تشکیل کے موقع پر جو اغراض و مقاصد طے پائے تھے، اور بلاشبہ ان کی تعیین میں انجمن کے صدر مؤسس ہی کی سوچ اور فکر کو فیصلہ کن حیثیت حاصل تھی، ان میں ایک ایسی قرآن اکیڈمی کے قیام کا منصوبہ نہایت واضح الفاظ میں موجود تھا جہاں کالجوں اور یونیورسٹیوں سے فارغ شدہ ذہین اور صاحب صلاحیت لوگ آ کر دینی تعلیم حاصل کریں، قرآن کو اپنے غور و فکر اور تحقیق و تدقیق کا موضوع بنائیں اور اس دور کی علمی سطح پر ہر شعبہ علم کے ضمن میں قرآن کے حکم و معارف کو پیش کریں ——— اس طرح کے کسی منصوبے کا تصور ہمیں اس سے قبل علامہ اقبال کے ہاں ملتا ہے۔ جنھوں نے پٹھان کوٹ میں دارالسلام کے نام سے ایک مرکز حاصل کر کے وہاں اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن عمر نے انھیں مہلت نہ دی اور ابھی وہ اس منصوبے کی تیاری میں تھے کہ سفر آخرت درپیش آ گیا ——— علامہ مرحوم نے اپنی حیات کے آخری دور میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم کو دعوت دی تھی کہ وہ اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے دارالسلام کو اپنا مرکز بنائیں۔ چنانچہ مولانا مرحوم علامہ ہی کی دعوت پر پٹھان کوٹ منتقل ہو گئے۔ مولانا مودودی مرحوم کے ایک مضمون سے، جو ان کی وفات کے بعد ہفت روزہ "ایشیا" نے

شائع کیا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود مولانا کے ذہن میں بھی اس قسم کا نقشہ پہلے سے موجود تھا اور انھیں بھی اس نوع کے علمی کام کی اہمیت کا بھرپور احساس تھا۔ لیکن بعض وجوہات کی بنا پر، جن کا تذکرہ اس مضمون میں موجود ہے، مولانا اس کام کو آگے نہ بڑھا سکے، تاہم علمی کام کے ضمن میں مولانا مرحوم کے ذہن میں جو خاکہ تھا وہ پوری تفصیل سے اس مضمون میں موجود ہے۔ مولانا کے مضمون کا مکمل متن ان شاء اللہ آئندہ اشاعت میں شامل کیا جائے گا۔

الحمد للہ کہ مرکزی انجمن خدام القرآن کے زیر اہتمام مجوزہ قرآن اکیڈمی تعمیر کے مرحلے سے گزر چکی ہے اور اب تعلیمی و تدریسی کام کا باقاعدہ آغاز ہو چکا ہے۔ اس سلسلے میں ایک بیچ (BATCH) نے قرآن اکیڈمی کی فیلوشپ سکیم کے تحت دینی تعلیمی نصاب کا ایک حصہ مکمل کر لیا ہے اور اب دوسرے BATCH کے لئے داخلے کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ پہلے دو سال کے نصاب میں مضبوط بنیادوں پر عربی زبان کی تحصیل کے ساتھ ساتھ تفسیر قرآن کے ذیل میں قرآن حکیم کے منتخب حصوں سے مجموعی طور پر دو پارے، حدیث کے ضمن میں مشکوٰۃ المصابیح مکمل، فقہ میں 'نور الایضاح'، اصول فقہ میں 'نور الانوار' اور منطق کے ذیل میں 'مرقاۃ' کو شامل کیا گیا ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ کچھ باہمت نوجوان اپنے دنیاوی کیریئر کو نظر انداز کر کے خیرکم من تعلم القرآن و علّمہ کو بطور آئیڈیل اپنے سامنے رکھیں اور اقبال کے اس شعر کا مصداق بن جائیں کہ ؎

اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل   اس کی ادا دلفریب، اس کی نگہ دلنواز!

زیر نظر شمارے میں مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم کے بارے میں مولانا سعید احمد اکبر آبادی کا ایک معلومات سے بھرپور جامع خطاب شائع کیا گیا ہے اس خطاب سے مولانا مرحوم کی زندگی کے کئی ایسے اہم گوشے سامنے آئے ہیں جو ابھی تک پس پردہ تھے۔ مولانا سعید اکبر آبادی نے حالیہ محاضرات قرآنی کے موقعہ پر مذکورہ بالا خطاب ارشاد فرمایا تھا۔ مولانا کے خطاب سے قبل ان کے داماد نے جو پنجاب یونیورسٹی میں ہسٹری کے پروفیسر ہیں، مولانا اکبر آبادی کی ہمہ پہلو اور ہمہ صفات شخصیت کا تعارف تحریری شکل میں پیش کیا تھا۔ قارئین کی دلچسپی کی غرض سے اسے بھی شامل اشاعت کر دیا گیا ہے ـــــ "مروجہ نظام زمینداری اور اسلام" کی ایک قسط ابھی باقی ہے جو آئندہ شمارے میں شائع کر دی جائے گی۔ مولانا طاسین صاحب کے اس مفصل تحقیقی مقالے کے ضمن میں جناب محمد اکرم خان ڈائریکٹر کمرشل آڈٹ نے کچھ سوالات اٹھائے تھے جو حکمت قرآن کے ستمبر ۸۳ء کے شمارے میں شائع کئے گئے تھے۔ مولانا طاسین صاحب کی جانب سے اس کا جواب بعنوان 'توضیح اشکالات' مارچ ۸۴ء کے شمارہ میں شائع کیا گیا۔ محمد اکرم صاحب نے اس پر مزید اشکالات پیش کئے۔ انہیں بھی اس توقع پر شائع کیا جا رہا ہے کہ مولانا طاسین صاحب اس کی وضاحت بھی پیش فرمائیں گے تاکہ بحث مزید کھل کر سامنے آئے ★